سوشل میڈیا کے مصلحین ومفکرین

مولانا محمد رضی الرحمٰن قاسمی
ینبع، مدینہ منورہ

دعوتِ محاسبہ

ذرائع ابلاغ میں انقلابی تبدیلیاں

گزشتہ چند دہائیوں میں ذرائع ابلاغ نے غیر معمولی ترقی کی ہے، اخبار و رسائل سے ریڈیو اور ٹیلی ویژن کا دور آیا، پھر انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کے آنے سے ذرائع ابلاغ اس قدر تیز ہوگیا ہے کہ چند دہائیاں قبل اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔

کچھ فائدے

ذرائع ابلاغ کی اس تیز رفتاری سے یقیناً بہت سارے فائدے بھی ہوئے ہیں کہ پہلے جن معلومات کے حصول اور ترسیل میں دنوں، ہفتوں، مہینوں؛ بلکہ سالوں گزر جاتے تھے، ان کا حصول اور ان کی ترسیل چند گھنٹوں، چند منٹوں، بلکہ چند پلوں میں ممکن ہوگئی ہے، یقیناً یہ بڑا انقلاب ہے اور اس کی وجہ سے بہت سارے کاموں میں بہت زیادہ اِنرجی اور وقت بچ جاتے ہیں۔

دعوتی نقطۂ نظر سے بھی ذرائع ابلاغ کی اس ترقی کی وجہ سے کام بہت آسان ہوگیا ہے کہ اپنی چیزیں اور اسلام کا آفاقی پیغام بہتر سے بہتر اُسلوب میں زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانا نہایت ہی آسان ہوگیا ہے، اسی طرح ملحدین، اسلام دشمن عناصر اور مسلمانوں کے بیچ اور دنیا میں اسلام اور مسلمانوں کے تئیں شبہات پیدا کرنے والوں کا تحقیقی اور بہ وقتِ ضرورت مسکت جواب دینا اور اسے بڑے پیمانے پر لوگوں تک پہنچانا بھی بہت ہی سہل ہوگیا ہے۔

علمی وتحقیقی میدان میں کام کرنے والے افراد کے لیے بھی یہ سہولت ہوگئی ہے کہ وہ اپنے مطلوبہ مواد

اور معلومات تک بہ آسانی پہنچ سکتے ہیں اور اس حوالے سے دوسرے ایکسپرٹ اور متخصص لوگوں کی آراء، نقطہ ہائے نظر اور تحقیق سے بہ آسانی استفادہ کرکے اپنے کام کو زیادہ باوزن اور مفید بنا سکتے ہیں اور اس کے بعد اپنی کاوشوں کو استفادے کے لیے بڑے پیمانے پر نشر کرسکتے ہیں۔

چند نقصانات

ان جیسے اور دوسرے بہت سارے فائدوں کے ساتھ ساتھ ذرائع ابلاغ کی تیز رفتاری نے اور خاص کر سوشل میڈیا کے بہت زیادہ رواج پا جانے اور ہر عام وخاص کی اس تک بہ سہولت رسائی نے افراتفری کا ماحول اور انفرادی واجتماعی سطح پر انسانی، مذہبی، سماجی اور اخلاقی ایسے چیلنجز کھڑے کردیے ہیں، جن کا تصور چند دہائیوں قبل ممکن نہیں تھا اور ذرائع ابلاغ کی اس تیز رفتاری خاص کر سوشل میڈیا کے بہ آسانی ہر عام وخاص تک رسائی نے اکثر لوگوں کے حق میں ایسی صورت حال پیدا کردی ہے، جیسے کہ ناسمجھ بچوں کے ہاتھوں میں کھیلنے کے لیے چھری اور دوسری مہلک چیزیں دے دی جائیں کہ ان چیزوں کا یقیناً صحیح استعمال بھی ہے اور انسانیت کو اس کی ضرورت بھی ہے اور اس سے بہت سارے فائدے بھی ہیں؛ لیکن ناسمجھ بچوں کے ہاتھ میں اُن کا ہونا نقصان، تباہی اور ہلاکت و بربادی ہی کا سبب بن سکتا ہے۔

مختلف سروے کے ذریعے یہ بات معلوم ہوئی ہے، بلکہ ہر معمولی سمجھ بوجھ والا انسان اپنے اردگرد کے مشاہدے کے ذریعے بھی یہ جان سکتا ہے کہ انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کے صارفین میں زیادہ تر لوگ اِن کا اوسطاً 90٪ کے آس پاس بے مقصد اور بسا اوقات تباہ کن استعمال کرتے ہیں۔ اور روزانہ کئی کئی گھنٹے عمر عزیز کے قیمتی اوقات کو ضائع کرتے ہیں؛ حالانکہ اگر تھوڑا سا غور کیا جائے تو یہ بات بالکل سامنے کی ہے کہ ’’زندگی درحقیقت وقت ہی کا نام ہے جو کہ ہمیں پیدائش سے لے کر موت کے بیچ تک ملتا ہے۔‘‘ گویا کہ وقت کو ضائع کرنا زندگی کو ضائع کرنا ہے۔

سوشل میڈیا کے مصلحین ومفکرین

سوشل میڈیا کے اس پھیلاؤ نے ایک اور بڑا مسئلہ یہ پیدا کیا ہے کہ دینی، سماجی، معاشرتی، اخلاقی، سائنسی، تاریخی اور مختلف میدان میں بزعم خود مصلحین اور مفکرین کا ایک بڑا جتھا اپنے خیال کے مطابق انسانیت کی اصلاح اور اس کو نفع پہنچانے کے لیے سوشل میڈیا پر کمر بستہ ہوگیا ہے۔

سوشل میڈیا کے مصلحین ومفکرین کے نمایاں اوصاف

ان مصلحین اور مفکرین کی کارکردگی اور چند نمایاں اوصاف یہ ہیں:

❶- یہ اپنے موضوع سے متعلق بلکہ غیر متعلق ہر اہم اور غیر اہم، بلکہ لغو قسم کی باتوں کو نقل کرنا اور

دوسروں تک پہنچانا اپنی نہایت ہی اہم ذمہ داری سمجھتے ہیں ۔

❷ - اپنے موضوع سے متعلق اور غیر متعلق مراسلوں اور پوسٹ پر تبصرہ کرنا اور ان کے بارے میں اپنی معقول اور نامعقول رائے اور تجزیہ پیش کرنا نہایت ہی اہم فریضہ اور ذمہ داری سمجھتے ہیں ۔

❸ - بیہودہ باتوں کو اور ایسی باتوں کو جو لوگوں کی کردار کشی پر مشتمل ہوں اور جن میں استہزاء اور مذاق اُڑایا گیا ہو، انہیں بہ زعم خود بغرضِ اصلاح نہایت ہی مخلصانہ طور پر لوگوں کے درمیان پھیلاتے ہیں ۔

❹ - بدزبانی اور بیہودہ جملوں کا بے دریغ استعمال نہ صرف روا سمجھتے ہیں ؛ بلکہ انھیں اپنے لیے باعثِ عزت وفخر گردانتے ہیں ۔

❺ - ان کی تحقیقی باتوں میں حقیقتاً تحقیق اور صحیح نتیجے پر پہنچنے کی سچی طلب اور جستجو کے بجائے بدگمانی کا عنصر بڑی وافر مقدار میں ہوتا ہے ۔

❻ - ''بغرضِ اصلاح'' مختلف موقعوں پر اپنی بات کی تائید وتصویب میں جھوٹ ، دجل وفریب اور حقیقت کو توڑ مروڑ کر پیش کرنے کا بھی کام کرتے ہیں ۔

❼ - اللہ نے بحیثیت انسان ہر شخص کو عزت وتکریم سے نوازا ہے ، یہ اپنے اس طرح کے طرزِ عمل سے جہاں دوسروں کو بے عزت کرنے کی کوشش کرتے ہیں ، وہیں اپنی سطحیت اور گری ہوئی سوچ کا اظہار کر کے اپنے آپ کو بڑے پیمانے پر بے عزت کرنے کا سبب بنتے ہیں ۔

سوشل میڈیا کے مصلحین ومفکرین کا طرزِ عمل دین اور اخلاق کے میزان میں

جو لوگ ملحد ہوں ، دین اور اخلاق دونوں سے عاری ہوں یا مذہب کے پیروکار ہوں ، لیکن اخلاق سے عاری ہوں ، ایسے لوگوں کے حق میں تو صرف دعا ہی کی جاسکتی ہے کہ اللہ عز وجل ان کے اندر دین واخلاق پیدا کرے یا یہ کہ اخلاقی قدروں سے ان کی زندگی کو آراستہ کرے !

درج ذیل معروضات ان سوشل میڈیا کے مفکرین ومصلحین کی خدمت میں پیش ہیں ، جو نہ تو دین کے منکر ہیں اور نہ ہی ایسے ہیں کہ اخلاقی قدروں کی ان کی نگاہوں میں کوئی وقعت نہیں ہے :

① - پہلی بات یہ ہے کہ سماجی اور عقلی طور پر بھی یہ ایک مبینہ حقیقت ہے کہ وہ شخص جو ہر سنی ہوئی اور اس تک پہنچی ہوئی باتوں کو نقل کرتا ہے اور آگے پہنچاتا ہے ، وہ بہت ساری باتوں میں جھوٹا ہوتا ہے یا کسی جھوٹے کا آلہ کار بنتا ہے ، اسی حقیقت کو سید الاولین والآخرین محمد عربی ﷺ نے ان الفاظ میں ذکر کیا ہے :

''كفى بالمرء كذبًا أن يحدث بكل ما سمع .'' (صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۵)

ترجمہ : ''کسی انسان کے جھوٹے ہونے کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ ہر سنی ہوئی بات کو بیان کرے ۔''

یہ بات بھی واضح رہے کہ As Received لکھ دینے سے انسان جھوٹے ہونے کے دائرہ سے

نہیں نکل جاتا ہے؛ کیوں کہ یہ نہایت ہی سادہ سا سوال ہے کہ کسی بھی فرد کو اس بات کی کیا ضرورت ہے کہ وہ ہر سنی ہوئی یا اس تک پہنچی ہوئی بات کو دوسروں تک ضرور منتقل کرے ہی؟!

②- دوسری بات یہ ہے کہ انٹرنیٹ کے ذریعے یا سوشل میڈیا پر آنے والے ایسے مراسلوں اور پوسٹ پر تبصرہ کرنا یا ان پر کوئی مختصر یا مفصل تجزیاتی تحریر لکھنا جس کا دینی و دنیاوی کوئی فائدہ نہ ہو، لغو کام ہے۔ اور ایک مسلمان کو اور اچھے اخلاق کے حامل فرد کو یہ زیب نہیں دیتا ہے کہ وہ لغو کاموں میں اپنا وقت اور اپنی طاقت صرف کرے، چنانچہ اللہ عز وجل نے مومنوں کے اوصاف میں یہ ذکر فرمایا ہے کہ وہ لغو کاموں کے پاس سے اعراض کر کے گزر جاتے ہیں:

''وَإِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا'' (الفرقان:۷۲)

اور سرکارِ دو عالم ﷺ نے تو ایک اچھے مسلمان کی یہ صفت بتائی ہے کہ وہ لغو اور فضول کاموں سے مکمل طور پر اجتناب و اعراض کرے: ''من حسن إسلام المرء تركهُ مالا يعنيه.'' (سنن ترمذی، حدیث نمبر: ۲۳۱۷)

③- تیسری بات یہ ہے کہ بے ہودہ اور فحش باتوں کو پھیلانا نہ تو کسی صاحبِ ایمان کو زیب دیتا ہے اور نہ ہی اچھے اخلاق کے تقاضوں سے میل کھاتا ہے، قرآن کریم نے فحش اور بیہودہ باتوں اور چیزوں کو پھیلانے والوں کے لیے دردناک عذاب کی وعید سنائی ہے:

''إِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ'' (النور:۱۹)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ: ''مسلمان بیہودہ گوئی کرنے والا اور فحش باتیں کرنے والا ہو ہی نہیں سکتا ہے۔'' (سنن ترمذی، حدیث نمبر: ۱۹۷۷)

اور قرآن وسنت سے یہ بات ثابت ہے کہ ایسی باتیں جو کسی کے استہزا پر مشتمل ہوں، بدترین قسم کا اخلاقی جرم اور صریح ظلم ہے۔ (الحجرات: ۱۱، سنن ابوداود، حدیث نمبر: ۴۸۷۵، صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۳۰)

④- چوتھی بات یہ ہے کہ بدگمانی ایک نہایت ہی بدترین قسم کی صفت ہے، چنانچہ اسی وجہ سے اللہ عز وجل نے بدگمانی تو کجا بہت زیادہ گمان اور ظن سے بھی کام لینے سے منع فرمایا:

''يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ'' (الحجرات:۱۲)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! بہت زیادہ گمان کرنے سے بچو، یقیناً بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔''

⑤- پانچویں بات یہ ہے کہ جھوٹ بولنا وہ بدترین عمل ہے جو عقل، شریعت اور سماج ہر ایک کی نگاہ میں قابلِ مذمت ہے۔ قرآن وسنت کے مختلف نصوص میں بھی اس کی قباحت وشناعت کا ذکر موجود ہے۔'' (حج: ۳۰،

صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۳۳)

⑥- چھٹی بات یہ ہے کہ بحیثیت انسان اللہ عزوجل نے ہر انسان کو معزز و مکرم بنایا ہے، قرآن کریم میں ہے:

''وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ'' (الاسراء:۷۰)

ترجمہ: ''اور ہم نے انسان کو باعزت بنایا۔''

اور یہ کہ عزت اور ذلت اللہ عزوجل کے ہاتھ میں ہے، چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:

''وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاۗءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاۗءُ ۭبِيَدِكَ الْخَيْرُ'' (آل عمران:۲۶)

ترجمہ: ''اور تو جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور تو جس کو چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے، تیرے ہی ہاتھ میں بھلائی ہے۔''

اپنی باتوں اور کارکردگی کے ذریعے کسی کو بے عزت کرنے کی کوشش کرنا نہایت ہی مکروہ اور گھناؤنا عمل ہے۔ نیز جھوٹ، بدگمانی، دجل وفریب، استہزاء، نامعقول رائے اور لغو قسم کی باتوں کے ذریعے دوسروں کو بے عزت کرنے کی کوشش درحقیقت اپنے آپ کو بھی بے عزت کرنے کو مستلزم ہے اور خود کو بے عزت کرنے کی کوشش عقل وشرع دونوں کے میزان میں ایک احمقانہ حرکت ہے۔

آخری بات یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو انسانیت کی ہدایت ورہنمائی کے لیے بھیجا تھا، لیکن قرآن کریم میں متعدد جگہ اس بات کی صراحت بھی فرمائی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری بہتر اسلوب میں اللہ کی طرف سے آئے ہوئے پیغام کو لوگوں تک پہنچا دینا ہے، زبردستی لوگوں کو دین پر لانا اور اُن کو اچھے اخلاق سے متصف کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائرہ کار میں نہیں ہے: ''لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ'' (الغاشیۃ: ۲۲، نیز دیکھیے: الکہف:۶)

ہم اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوت واصلاح کے کاموں میں نائب ہیں، لہٰذا ہماری بھی ذمہ داری بس اتنی ہے کہ ہم لوگوں تک صحیح پیغام پہنچانے کی کوشش کریں؛ لیکن اصلاح کی اس کوشش میں یہ ہمارے لیے لازمی اور ضروری ہے کہ صحیح اسلامی اور اخلاقی خطوط پر یہ کام کریں، اصلاح کے نام پر غیر اخلاقی ہتھکنڈوں کو استعمال کرنے کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔ درحقیقت یہ اصلاح کا طریقہ بھی نہیں ہے؛ بلکہ اپنے نفس اور شیطان کی پیروی ہے اور اپنے اندر پائی جانے والی غیر اخلاقی خواہشات کی تسکین کا ایک ذریعہ ہے۔ سوشل میڈیا کے ایسے مصلحین اور مفکرین سے میری یہ درخواست ہے کہ وہ کتاب وسنت، عقلِ سلیم اور اخلاق کے معیار کو سامنے رکھ کر یہ غور کریں کہ کیا واقعی وہ مصلحین اور مفکرین ہیں یا اپنے غیر اخلاقی جذبات کی تسکین کا سامان فراہم کرنے کی کوشش میں لگے ہیں؟! اور درحقیقت اصلاح کے پردے میں فساد پھیلانے کا بدترین کام کر رہے ہیں؟! جس پر اللہ عزوجل نے سخت وعید فرمائی ہے۔

(بشکریہ ماہنامہ دار العلوم دیوبند)